رسالہ تہلیلیہ

مصنف : شیخ احمد سرہندیؒ المعروف بمجدد الف ثانی

مترجم : سید رشید احمد ارشد

صفحات : ۴۸

قیمت : ۷۵ پیسے

ناشر : ادارہ مجددیہ ۵/۲ H - اا ناظم آباد کراچی نمبر ۱۸ ۔

تصوف اپنے ابتدائی مراحل میں مسلمانوں میں ایک حقیقت، تازگی اور روح عمل پیدا کرنے آیا
یہ وہ زمانہ تھا جب فقہاء کی قانونی موشگافیوں سے تعلیمات اسلامی کی روح سرد پڑ گئی تھی ۔ فکر اسلامی پر ظ
غالب تھی اور اسلامی شریعت حقیقت سے دور، فروعی اختلافات کا مجموعہ بن گئی تھی ۔ فقہاء کی چون وچرا نے
کو ایک بے روح قالب بنا دیا تھا ۔ ظاہر ہے اس انتہا پسندی کا ردعمل ناگزیر تھا ۔ تصوف درحقیقت اسی فق
قیل وقال سے بھرپور خشک تعلیمات کے خلاف بیزاری کا اظہار تھا ۔ اسی لئے ایک زمانہ میں علماء اور صوفیہ
درمیان چشمک رہی ہے ۔ تصوف کا اسلام میں ظہور اس حد تک تو جائز تھا کہ وہ قرآن مجید کی بتلائی ہوئی سا
متحرک اور باعمل زندگی کو دوبارہ زندہ کرے ۔ لیکن آہستہ آہستہ اس نے خود ایک مکمل مذہب کی صورت ا
اسلامی اصطلاحات سے علیحدہ اپنی اصطلاحات وضع کر لیں ۔ اور جو مقصد وہ لے کر آیا تھا وہ صوفیانہ رسو
اعمال میں گم ہو کر رہ گیا ۔ اس طرح تصوف خود قرآن مجید کی تعلیمات سے دور کرنے کا سبب بن گیا ۔ اب ا
کی بنیادی تعلیمات کے حقائق، معارف اور لطائف بیان کئے جانے لگے ۔ صوفیانہ طریقت اسلامی شریعت
کی حریف بن گئی ۔ توحید ہی کے مسئلہ کو لے لیجئے ۔ قرآن مجید نے جس سادگی اور فطری انداز میں اس کو سمجھایا
تصوف نے اس کو ایک چیستان بنا کر رکھ دیا ۔ وحدت وجود اور وحدت شہود کی بحثیں چھڑ گئیں ۔ اور خدا کی وح
کی بات اسلامی تو افلاطونی فلسفہ میں الجھ کر کہاں سے کہاں جا پہونچی ۔ جس کلمہ توحید نے صدر اسلام میں قومو
اور ملکوں کی کایا پلٹ دی اب اس کے باطنی معارف اور نکتے بیان کئے جانے لگے ۔ یہاں تک کہ کلمہ توحی
بذات خود ایک ایسا مشکل مسئلہ بن گیا جس کو سمجھانے کے لئے مستقل رسالے اور کتابیں تصنیف کرنا پڑ
زیر تبصرہ کتابچہ غالباً اسی مقصد کے لئے لکھا گیا تھا ۔ اس کے سرورق پر عنوان کے نیچے تحریر ہے :

"اعنی معارف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" شرح ہے۔ اس کے شروع میں ایک مختصر مقدمہ ہے جس میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے اس رسالہ کا سبب تصنیف یہ بیان کیا ہے "حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے اس رسالہ میں کلمہ طیبہ سے متعلق مندرجہ ذیل امور سے بحث کی ہے یعنی لفظ اللہ کی تحقیق۔ لفظ اللہ کے لطائف۔ دلیل توحید۔ فلسفہ کی دلیل۔ قرآن و سنت کی روشنی میں کلمہ توحید کے فضائل، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے دلائل، معجزات وغیرہ۔ ایسی بحث دوسرے بزرگوں کے یہاں بھی آجاتی ہے۔ لیکن امام موصوف علیہ الرحمۃ نے اپنے زمانہ کے جابرانہ اور کافرانہ نظام کے خلاف نہ صرف نظری بلکہ عملی طور پر بھی اعلائے کلمۃ الحق فرما کر دار و رسن کی اذیتیں جھیلی ہیں۔ اس لئے یہ رسالہ علمی اور تاریخی اعتبار سے بہت اہمیت رکھتا ہے" (ص ۳)

کتابچہ میں ایک صفحہ پر عربی عبارت اور دوسرے سامنے کے صفحہ پر اس کا اردو ترجمہ دیا ہے۔ رسالہ کی اصل عربی عبارت نہایت مختصر، دقیق اور مغلق ہے۔ لیکن فاضل مترجم نے ترجمہ بڑا شگفتہ، سلیس اور رواں کیا ہے جس سے اردو داں طبقہ کے لئے رسالہ کے علمی مضامین سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔ ترجمہ میں کہیں کہیں خامیاں بھی ہیں۔ مثلاً ما هو المقصد والعمدة فی هذا المطلب" (ص ۶) کا ترجمہ کیا ہے: "یہی اس کلمہ کا اصل مقصد و نشاء ہے" (ص ۷)۔ اس میں والعمدة فی هذا المطلب کا یا تو ترجمہ ہی نہیں کیا، یا پھر جو کیا ہے وہ درست نہیں۔ ص ۸ پر ہے "حتی قال الاندلسی" "یہاں تک کہ ایک اندلسی عالم نے کہا ہے (ص ۹) لا اندلسی نکرہ نہیں ہے جس کا یہ ترجمہ ایک اندلسی عالم ہو سکے" "اندلسی نے کہا ہے" ترجمہ کافی تھا۔ اگر فاضل مترجم اس کی تحقیق کر کے نام بھی لکھ دیتے تو بہتر ہوتا۔ ص ۳۰ پر ہے۔ والعمدة فی ادراك هذا المطلب الشریف عندهم هو الوجدان الصحیح والمكاشفات الحقانیة ترجمہ" اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے کہ سب سے بہتر طریقہ اس اہم مضمون کو سمجھنے کے لئے وجدان صحیح اور روحانی کشف ہے" (ص ۳۱) اس میں لفظ العمدة کا ترجمہ "سب سے بہتر طریقہ پر" کیا گیا ہے۔ حالانکہ لفظ عمدہ اردو میں ضرور بہتر کے معنی میں مستعمل ہے۔ لیکن عربی میں تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں۔ دوسرے اس عبارت میں عندهم کا ترجمہ بالکل ہی رہ گیا ہے۔

ص ۳۸ پر شیخ سرہندی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اثبات میں دو دلیلیں بیان کی ہیں ایک آپ کا دعوائے نبوت۔ دوسرے آپ کا معجزات ظاہر کرنا۔ معجزات کے سلسلہ میں قرآن مجید اور آپ کے دوسرے معجزات کو پیش کیا ہے۔ آگے چل کر ص ۴۲ پر کہا ہے کہ نبوت پر آپ کے اعلیٰ اخلاق اور آپ کی پاکیزہ زندگی سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے خیال میں آپؐ کی نبوت پر سب سے بڑی دلیل وہ تعلیمات ہیں جو آپ نے

انسانیت کے سامنے پیش کیں۔ دوسرے نبوت سے پہلے کی آپؐ کی پاکیزہ زندگی جسے قرآن مجید نے بھی آپ کی سچائی کے لئے دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ فقد لبثت فیکم عمرا لیکن ظہور معجزات کے سلسلہ میں خود قرآن مجید ساکت ہے بلکہ قرآن مجید معجزات کے بارے میں مشرکین کا مطالبہ ضرور نقل کرتا ہے لیکن آپ کو ان کے اظہار سے منع کرتا ہے جو معجزات وخوارق آپ کی طرف منسوب ہیں وہ روایات پر مبنی ہیں۔ اور ان کی حیثیت آحاد کی ہے، نہ کہ تواتر کی جیسا کہ شیخ سرہندیؒ نے ص ۳۸ پر لکھا ہے۔

کتابچہ کے آخر میں فاضل مترجم نے حواشی و تعلیقات بھی شامل کئے ہیں، ان میں بعض مشہور تصانیف اور مصنفین کے ناموں کی تفصیل ہے۔

تعجب ہے کہ کتابچہ کے سرورق پر نہ مترجم کا نام چھاپا گیا ہے اور نہ ان کی طرف سے رسالہ کے شروع میں کوئی افتتاحیہ ہے۔ بلکہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب نے مقدمہ تحریر کیا ہے۔

زیر تبصرہ کتابچہ تصوف سے دلچسپی رکھنے والے اہل علم کے لئے مفید ہے۔

(احمد حسن)